کورس: اسلامک اسٹڈیز-V (6477) سمسٹر: خزاں، 2021ء

امتحانی مشق نمبر 2

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

سوال نمبر 1۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی پر نوٹ لکھیں۔ (20)

سوال نمبر 2۔ عہد بنو عباس میں علم جغرافیہ پر ہونے والی ترقی پر نوٹ لکھیں۔ (20)

سوال نمبر 3۔ مسلم حکمرانی میں اندلس کی علمی سرگرمیوں پر نوٹ لکھیں۔ (20)

سوال نمبر 4۔ شرف انسانیت پر نوٹ لکھیں۔ (20)

سوال نمبر 5۔ اشاعت اسلام میں اسلام اور مسلمانوں کے کردار پر نوٹ لکھیں۔ (20)

Downloaded From Tajassus.com

ANS 01

ابتدائی حالات

حضرت عمررضی اللہ عنہا کا اسم گرامی عمر. والد کا نام خطاب آپ مجھے تعالیٰ عنہا کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے .آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے. آپ رضی اللہ عنہ ہجرت مدینہ سے تقریبا 40 سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے.

حضرت عمر رضی اللہ عنہا لمبے قد طاقتور اور جری و بہادر شخصیت کے حامل تھے. آپ سے تعالی عنہا 10 of مزاج مگر بااصول انسان تھے. آپ رضی اللہ عنہاکا اپنے قبیلہ میں بہت دبدبہ تھا .عرب کے رواج کے مطابق آپ رضی تعالی عنہ نئے پہلوانی اور گھڑسواری سیکھیں . خطابت میں نام پیدا کیا .آپ رضی اللہ عنہا کا پیشہ تجارت تھا۔

قبول اسلام:

آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے شروع شروع میں اسلام کی مخالفت کی آپ رضی اللہ عنہا کی جرات بہادری اور دوسری صلاحیتوں کی وجہ سے رسول کریمصلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے آپ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی دعا کی۔ اللہ تعالی نے یہ دعا قبول فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال اسلام لے آئے اس وقت چالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے

خدمات:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان شکر اللہ تعالی کی عبادت کرتے تھے. آپ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دیگر مسلمانوں نے خانہ کعبہ میں علانیہ کی نماز اداکی۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ

کو فاروق کا لقب عطا کیا- جس کے معنی ہیں حق و باطل میں فرق کرنے والا .جب اکثر مسلمانوں نے کفار مکہ کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف چھپ کر ہجرت کی-

اعلانیہ ہجرت

- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اعلانیہ ہجرت کی مگر کسی میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو روکنے کی ہمت نہ ہوئی مدنی زندگی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ سے ہی انہوں نے اسلام کے لئے بہت زیادہ قربانیاں دیں -رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہ پر بہت اعتماد تھا -رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو کئی مرتبہ اسلامی فوج کا سپہ سالار مقرر -کیا -فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے خود اور عورتوں سے بیعت لینے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہا کو مقرر کیا

ذاتی کردار:

-حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک تھے- رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہا کو بہت زیادہ محبت تھی

آپ نے تعالیٰ عنہ نے انتہائی سادہ زندگی بسر کی خلیفہ ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوتے تھے- آپ رضی اللہ عنہ پر ہر وقت -اللہ تعالی کا خوف چھایا رہتا تھا - آپ رضی اللہ عنہا اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے

ANS 02

امیہ نے اپنے اقتدار کی بنیاد آل نبی کی لاشوں پر رکھا تھا اور اہل بیت کے خون سے اپنی حکومت کی جڑوں کو سینچا تھا- خود ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا اور بنو عباس نے اپنے اقتدار کے ستون بنو امیہ کی لاشوں سے تعمیر کئے- دونوں بادشاہتوں میں جو بات مشترک تھی وہ یہ کہ اولاد فاطمہ وعلی پر مظالم دونوں حکومتوں کے دوران ہوئے- اسلام نے قبیلہ اور خاندان کے تعصب کو ختم کردیا تھا مگر بنو امیہ نے اسے دوبارہ زندہ کیا اور اسی کمزوری کا فائدہ اٹھاکر بنو عباس نے ان کی حکومت کا خاتمہ کردیا- میدان کربلا میں حضرت امام حسین اور ان کے حامیوں کی شہادت کے بعد بہ ظاہر بنو امیہ کی حکومت کے خلاف کوئی بڑا خطرہ نہیں باقی بچا تھا مگر حامیانِ اولاد علی و فاطمہ اندر اندر حکومت کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے- بنو امیہ کے خلاف کئی گروہ خفیہ طور پر سرگرم تھے جن میں ایک اولاد علی کا گروہ تھا جو محمد بن الحنفیہ کی آل کو خلافت کا حقدار سمجھتا تھا- دوسرا گروہ حضرت حسین کی اولاد کو خلافت کا حقدار مانتا تھا اور تیسرا گروہ بنو عباس کا تھا،جس کا ماننا تھا

Downloaded From Tajassus.com

کہ بنو ہاشم میں سے کسی کو خلیفہ ہونا چاہئے ۔یہ تینوں گروہ الگ الگ کام کرتے تھے اور عوام میں خفیہ طور پر اپنا پیغام پہنچاتے تھے مگر ایک دوسرے سے ہمدردی رکھتے تھے۔ انھیں خارجیوں سے بھی ہمدردی تھی جو بنو امیہ کو کافر مانتے تھے۔ اتفاق یہ تھا کہ بنو امیہ کو جب بھی اطلاع ملتی کہ ان کے خلاف خفیہ سازشیں ہورہی ہیں تو وہ علویوں اور فاطمیوں کے خلاف کارروائی کیا کرتے تھے مگر عباسیوں کی سازشوں کا انھیں کوئی علم نہیں ہوپاتا تھا جو ایک غیر معروف گاؤں حمیمہ کو مرکز بنا کر کام کیا کرتے تھے۔ آخر کار ان کی سازش کامیاب ہوئی اور خلافت بنو امیہ کی جگہ خلافت بنو عباس قائم ہوگئی۔ نئی حکومت میں بنو امیہ کے زندہ اور مردہ دونوں مظالم کا شکار ہوئے۔ صلائے عام تھی کہ بنو امیہ کا کوئی بھی چھوٹا ،بڑا نہیں بچنا چاہئے۔جو جہاں ملتا اس کا قتل کردیا جاتا اور اس کی دولت لوٹ لی جاتی تھی۔ لاشوں کو کتوں اور جنگلی جانوروں کی خوراک بننے کے لئے چھوڑ دیا جاتا تھا۔یہاں تک کہ بنوامیہ کے سلاطین کی لاشیں قبروں سے نکال کر جلائی گئیں، سولی پر لٹکائی گئیں اور ان کی بے حرمتی کی گئی۔

عروج وزوال

عباسی خاندان کا پہلا خلیفہ ابوالعباس عبداللہ سفاح تھاجو اپنے مزاج سے انتہائی سفاک ، سخی،تیز فہم اور حاضر جواب تھا ۔اس کی حکومت کے دوسرے عمال اور کارکنان بھی خونریزی میں ماہر تھے۔یہ رسول اکرمﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھا۔ عباسی خلافت کا قیام 750ء میں ہوا اور یہ 1258ء تک قائم رہی۔ ابو جعفر منصور،ہارون رشید، مانون الرشید، معتصم بااللہ، متوکل علی اللہ،معتمد علی اللہ وغیرہ معروف خلفاء ہوئے۔ ابتدائی سو سال تک خلافت عباسیہ پوری شان و شوکت کے ساتھ چلی اور اس کے بعد حکومت میں ذرا سستی آگئی۔ تین سو سال تک یہ اپنے وجود کو قائم رکھنے میں پوری طرح کامیاب رہی مگر بعد کے دنوں میں یہ صرف ایک علامتی حکومت بن کر رہ گئی اور خلیفہ کی حیثیت کسی خانقاہ کے گدی نشین سے زیادہ نہ تھی۔ اس کے بیشتر علاقوں پر دوسرے لوگوں نے قبضہ کرکے اپنی الگ حکومتیں قائم کرلی تھیں البتہ خلیفہ سے سند حکومت ضرور لیتے تھے اور اس کا نام خطبۂ جمعہ میں لیا جاتا تھا۔ عباسیوں کا پایۂ تخت بغداد تھا جو ساری دنیا میں مرکزی اہمیت کا حامل تھا۔ آخری عباسی خلیفہ تھا مستعصم بااللہ ،جس کا خاتمہ ہلاکو خان کے ہاتھوں ہوا۔

عباسی دور کے حالات

جس حکومت کی تاریخ کئی صدیوں پر مشتمل ہو اس کے واقعات لکھنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ بنو عباس کے عہد میں بہت سے اچھے برے واقعات کاصدور ہوا جو اسلامی تاریخ

Downloaded From Tajassus.com

میں اہمیت کے حامل ہوسکتے ہیں۔ کئی خاندانوں کا عروج و زوال دنیا نے دیکھا اور کئی مذہبی فرقے بھی سامنے آئے۔ خارجی فرقہ جو مذہبی معاملے میں انتہائی سخت گیر تھا،حضرت علی کے عہد میں ظاہر ہوچکا تھا اور بنو امیہ کے زمانے میں بھی رہ رہ کر سر اٹھاتا رہتا تھا۔ فرقہ راوندیہ کا ظہور ہوا جسے عام مسلمان ایک گمراہ فرقہ مانتے تھے۔ایک نیا فرقہ معتزلہ کے نام سے سامنے آیا جو قرآن کو مخلوق مانتا تھا اور اس کے اثرات اس قدر بڑھے کہ خود خلیفہ مامون رشید بھی اس میں شامل ہوگیا اور جو بھی اس فرقہ کے نظریات کی مخالفت کرتا اس کے درپے آزار ہوجاتا۔ اسی عہد میں قرامطہ کا ظہور ہوا جونہ تو سنی تھے اور نہ ہی پوری طرح سے شیعہ تھے، بلکہ بعض عقائد شیعوں جیسے رکھتے تھے اور اکثر عام مسلمانوں پر ظلم وتعدی کرتے تھے۔ یہ خانہ کعبہ سے حجر اسود کواٹھا لے گئے تھے اور برسوں یہ اپنے مقام سے دور رہا۔ انھوں نے گرز مار کر اسے توڑ دیا تھا اور آج تک یہ پتھر اسی حالت میں خانہ کعبہ میں نصب ہے۔ خلیفہ مہدی بن منصور کے دور میں حکیم مقنع نے طاقت پائی جو خدائی کا دعویدار تھا۔جن لوگوں نے خلافت کے خلاف بغاوت کی ان میں علویوں کے علاوہ بھی کئی بااثر افراد شامل تھے مگر ان کی بغاوت کبھی بھی کلی طور پر کامیاب نہ ہوسکی۔

عباسی دور کی علمی وفنی ترقیاں

عباسیوں میں مختلف قسم کے خلفاء ہوئے۔ بعض رحم دل اور رعایا پرور تھے تو بعض ظالم و سفاک بھی تھے مگر اس پورے عہد میں زبردست علمی ترقی ہوئی ۔سائنس، تیکنالوجی، طب، فلسفہ، منطق، مصوری، خطاطی اور عمارت سازی کے فن کو ترقی ملی۔ عربی گرامر علم نحو کی ایجاد ہوئی۔ علم کلام، عروض،ریاضی، جغرافیہ،علم حیوانات، نباتات،کیمسٹری، جراحی اورفلکیات پر نئی نئی تحقیقات سامنے آئیں۔ اس کے لئے رصد گاہیں بھی قائم کی گئیں۔گھڑی اور دور بین اسی دور کی ایجاد ہے ۔ خلفاء نے کئی شہر آباد کئے جن میں سے بغداد سب سے اہم شہر تھا جو اس خاندان کی راجدھانی قرار دیا گیا تھا۔ اسے خلیفہ منصور نے تعمیر کرایا تھا ۔ علاوہ ازیں ہاشمیہ، عباسیہ،جعفریہ، مستنصریہ وغیرہ کی تعمیر بھی عباسی دور میں ہی ہوئی۔ اسی دور میں قرآن کریم کی تفسیریں لکھی گئیں، علوم حدیث کی تدوین ہوئی، تصوف اور توحید کی بحثیں شروع ہوئیں اور اسے ایک الگ علمی پہچان ملی۔فقہ کی کتابیں اسی دور میں للھی گئیں اور مسلمانوں کے اندر باقاعدہ فقہی مسلک اسی دور میں بننے شروع ہوئے۔ ساری دنیا سے اہل علم کو بغداد لایا گیا اور مختلف زبانوں سے علمی کتابوں کے عربی میں تراجم ہوئے۔ یونانی فلسفہ کی کتابیں پہلی بار یونان سے بغداد لائی گئیں اور ترجمہ کر کے ان کی تعلیم شروع کی گئی۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ خالص دینی اور اسلامی علوم میں بھی فلسفہ و منطق کی بحثیں شامل ہوگئیں۔ ہندوستان سے سنسکرت کے ماہرین بغداد لائے گئے اور علم

Downloaded From Tajassus.com

نجوم وآیوروید سمیت مختلف علوم وفنون کی کتابوں کے تراجم عربی زبان میں کرائے گئے۔ عبرانی، سریانی کے ماہرین نے ان زبانوں سے ترجمے کئے۔ یوروپ،افریقہ اور ایشیا میں سب سے بڑے علمی مرکز کے طور پر بغدادکو جاناجانے لگا۔ بڑی بڑی یونیورسیٹیاں اور میڈیکل ریسرچ سنٹر و اسپتال اس دور میں بغداد میں موجود تھے جو دنیا کے کسی اور علاقے میں نہ تھے۔ ایسے ایسے حکماء، ڈاکٹر، ماہرین فن، یہاں جمع ہوگئے تھے جو دنیا کے کسی دوسرے خطے میں ایک مقام پر نہیں مل سکتے تھے۔ بڑے بڑے کتب خانے یہاں موجود تھے اور ایک ایک کتب خانے میں لاکھوں کتابیں تھیں۔ ایرانی، فنون لطیفہ میں ماہر مانے جاتے تھے جو اس دور میں بہت تیزی سے اسلام کے دائرے میں آرہے تھے اور یہی وہ زمانہ تھا جس میں ایرانی اثرات نے عرب اثرات پر غلبہ پایا تھا۔ خطاطی، مصوری، نقاشی ،عمارت سازی اور دیگر قسم کے فنون لطیفہ نیز صنعت و حرفت میں ایرانی بہت آگے بڑھے ہوئے تھے اور یہی وہ زمانہ تھا جب ان کی فنکاری میں اسلامی رنگ کی آمیزش ہوئی۔ بنی امیہ کے عہد میں عام طور پر اعلیٰ سرکاری عہدوں پر عربوں کا قبضہ تھا مگر عباسی عہد میں عجمیوں کو بھی اعلیٰ مناصب حاصل ہوئے اور اس کا سب سے زیادہ فائدہ ایرانیوں اور وسط ایشیا کے باصلاحیت لوگوں کو ہوا۔بنو عباس کے خلفاء با صلاحیت افراد کی قدر کرتے تھے اور انھیں دولت کے ساتھ ساتھ عزت بھی دیتے تھے۔ اسی لئے ساری دنیا سے باصلاحیت اور ذی علم لوگ یہاں کھنچے چلے آتے تھے۔

عالم اسلام کا سانحہ عظیم

بغداد علمی مرکز بنا تو عوام کو بھی علمی مشاغل سے دلچسپی ہوئی۔ عام لوگ بھی علمی موضوعات پر بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے۔ شہر کے چوراہوں اور بازاروں میں مناظرے اور مباحثے عام تھے۔ اس دوران شیعہ ۔سنی اختلافات کو بھی بڑھاوا ملا اور دونوں کے بیچ کا فرق واضح ہوا۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں تھی جو اس قسم کے اختلافات کو بہت سنجیدگی سے لیتے تھے اور مسلکی بنیاد پر ایک دوسرے کے سخت مخالف تھے۔ آخری خلیفہ مستعصم بااللہ خود سنی تھا مگر اس کا وزیر علقمی متصب شیعہ تھا اور یہی اختلاف خلافت کے خاتمے کا سبب بن گیا۔ وہ اندر اندر ہلاکوخان سے مل گیااور مغل فوجوں کو بغداد بلالیاجس نے خلافت عباسیہ کا خاتمہ ہی نہیں کیا بلکہ پورے شہر کو تخت وتاراج کرڈالا۔ لاکھوں شہریوں کو قتل کرایااور ان کی لاشیں دجلہ ندی میں بہائیں کہ کئی دن تک ندی کا پانی سرخ رہا۔ صرف وہی لوگ زندہ بچے جو کسی خفیہ جگہ پر چھپ گئے تھے ۔ لاکھوں علمی کتابوں کو غرق دریا کردیا جس سے ایک پل سا بن گیا اور ان کی سیاہی سے پانی کا رنگ بھی کالا ہوگیا۔یہ عالم اسلام کے لئے ایک سانحہ عظیم تھا اور لگ بھگ ساڑھے تین سال تک کوئی بھی عالم اسلام کا خلیفہ

Downloaded From Tajassus.com

نہ رہا۔ بعد میں مصر کے سلطان نے ایک عباسی کو ڈھونڈ نکالا اور قاہرہ میں اسے خلیفہ مقرر کیا۔ یہ سلسلہ کچھ دن تک تو چلا مگر تب خلیفہ کی کوئی اہم سیاسی حیثیت نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ صرف ایک علامتی حیثیت کا حامل تھا مگر یہ سلسلہ بھی زیادہ دن نہیں چل پایا۔

ANS 03

حضرت عقبہ ابن نافعؓ کی فتوحات افریقہ سے یورپ تک پھیل گئیں، جب حضرت عقبہ ابن نافعؓ نے افریقی ممالک میں فتوحات کیں تو ان کی شہادت کے بعد سب کچھ پرانی ڈگر پر آگیا۔ اندلس میں بھی یہی کچھ ہوا جہاں حضرت عقبہ بن نافعؓ کی شہادت کے بعد فتوحات کا اثر ختم ہو گیا۔

آپؓ کی شہادت کے بعد جانشینوں کو اپنے اقتدار کی کشمکش سے ہی فرصت نہ ملی، دوسرے ممالک کی جانب کیا دیکھتے۔ ان کے نزدیک یہی بات اہم تھی کہ افریقہ میں ہی اقتدار ورسوخ برقرار رہ جائے کیونکہ کچھ افریقی ممالک ان کے طرز زندگی کو دل سے اپنا چکے تھے۔

دوسری جانب بربری ہمہ وقت کسی طوفان کی طرح مسائل در مسائل پیدا کرتے رہے، ان کے حملے رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ حسان ابن نعمان جب افریقہ کے گورنر (والی) مقرر ہو کر پہنچے تو ان دنوں وہاں ایک عورت مذہب کے سہارے ان سب پر حاکم تھی۔

یہ عورت مسلمانوں سے بار بار ٹکرانے کے لئے افواج کو منظم کرتی رہی۔ مسلمانوں کا وقت دفاعی حکمت عملی میں بھی صرف ہونے لگا۔ مسلمانوں کو اس جنگ میں شکست ہوئی۔

حسان ابن نعمان علاقے سے پوری طرح واقف نہ تھے۔ جنگی حکمت عملی کی کمزوری اور بربریوں کی کھلم کھلا مخالفت نے آپ کی فوجوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ انہیں خلیفہ وقت عبدالمالک سے کمک طلب کرنا پڑی۔ مدد کے آتے ہی مسلمانوں نے اس عورت کی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی، پورے خطے پر چھا گئے، تب عورت کا جنگی جنون خاک میں مل گیا۔

مسلمانوں نے اس ظالم عورت سے خطے کو نجات دلا دی اور بربریوں کو بھی ان کے جبر کی سزا دی۔ اس جنگ میں عورت کے مارے جانے سے بربریوں کی قیادت بحران کا شکار ہو گئی۔

حسان بن نعمان نے جنگی حکمت عملی کو نئے سرے سے ترتیب دیتے ہوئے دیرپا حکومت کے قیام کے لئے بربریوں اور رومیوں کی طاقت کو منتشر کرنے کا حکم دیا۔

آپ کی افواج دیر تک جنگلات وغیرہ میں ڈھونڈتی، کئی علاقوں میں ان کا پیچھا کرتی رہی۔ عربی عسکریوں کو حکم تھا کہ رومی اور بربری افواج جہاں نظر آئیں انہیں منتشر کر دیا جائے اور اگر جنگ پر آمادہ ہوں تو شکست دیئے بغیر میدان خالی نہ کیا جائے۔ اس حکمت عملی سے مسلمانوں کو افریقہ میں قدم جمانے کا موقع مل گیا۔

Downloaded From Tajassus.com

82ء کا واقعہ ہے، افریقہ پر مسلمانوں کو طویل عرصے تک اقتدار قائم رکھنے کا موقع ملا۔
82ء میں ہی عبدالعزیز بن مروان نے عامل (حاکم) مصر حسان کو معزول کر دیا۔
معزولی کی کوئی خاص وجہ نظر نہیں آئی۔ البتہ ان کی جگہ موسیٰ بن نصیر کو بھیجا گیا ۔وہ عبدالعزیز کے دست راست سمجھے جاتے تھے۔ موسیٰ بن نصیر نے بھی کوئی کمزوری دکھانے کی بجائے اچھے سے حکومت کی اور قدم جما لئے۔
اسلامی ریاست کو پوری طرح منظم کرنا شروع کیا۔ کمانڈر موسیٰ نے افریقہ میں 3 عسکری مہمات بھیج کر امن وامان قائم کر دیا۔ قبائل قابو میں آ گئے۔ افریقہ سے فارغ ہو کر مسلمانوں نے یورپ کی جانب نگاہ کی۔
حضرت عقبہ ابن نافعؓ نے یورپ کو فتح کرنے کے بعد کئی علاقے خالی کر دیئے تھے لیکن موسیٰ بن نصیر نے مستقل قیام کا بندو بست کیا۔ بربریوں کی بربریت ختم کرنے کے لئے تبلیغ پہلے سے ہی جاری تھی۔
انہوں نے بربریوں کو دینی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے ان پر 17 علمائے کرام مقرر فرمائے۔ ان کے دور میں ملکی انتظام اور تبلیغ اسلام پہلو بہ پہلو چلتے رہے۔ وہ دونوں میں سے کسی کام سے بھی غافل نہ ہوئے۔
اسی دوران طارق ابن زیاد کو والی طنجہ مقرر کر دیا گیا۔ طارقکی فتوحات کا سلسلہ 83 ھ سے 92 ھ تک جاری رہا۔ موسیٰ بن نصیر کا سبہ (یا سبا) کے قلعے سے تعلق قائم ہوا۔
یہ حقیقت میں مشرقی رومی سلطنت کے زیر قبضہ ایک علاقہ تھا، مگر اس کا نظم و نسق شہنشاہ سپین کے مقرر کردہ گورنر جولین دیکھ رہے تھے۔
سبہ کے گورنر جولین نے ملکی دستور کے مطابق اپنی بیٹی کو راڈرک شاہ سپین کے دربار میں تعلیم وتربیت کے لئے بھیج دیا تھا، مگر شاہی دربار میں اس کی بیٹی کے ساتھ ناروا سلوک پر گورنر جولین برہم ہوا اور شاہ سپین سے بدلہ لینے کی ٹھان لی۔
جولین بدلہ لینے کی تراکیب سوچتا رہا۔ یہ واقعہ نہاں رکھ کر اندلس کی حقیقی تاریخ کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ کمانڈر موسیٰ سبہ تک تو پہنچ گئے تھے۔ موسیٰ بن نصیر نے آگے جانے سے پس وپیش کی لیکن گورنر سبہ جولین بادشاہ کو سزا دلوانے پر بضد تھے اور چاہتے تھے۔ یہ کام مسلمانوں کے ہاتھوں انجام پائے۔ ان کے زور دینے پر کمانڈر موسیٰ نے خلیفہ ولید سے اجازت طلب فرمائی جو مل گئی۔
خلیفہ ولید نے طارق ابن زیاد (گورنر طنجہ) کو 12 ہزار سپاہیوں کے ساتھ اندلس روانہ کیا۔ شہنشاہ سپین راڈرک ان دنوں بغاوت کو ٹھنڈا کرنے سپین کے شمال میں مقیم تھا۔ وہیں اسے حملے کی اطلاع ملی۔

Downloaded From Tajassus.com

متوقع حملے کی خبر ملتے ہی وہ بغاوت سے منہ موڑ کر جنوب کی جانب روانہ ہو جہاں سے طارق بن زیاد کا قافلہ آ رہا تھا۔ جنوب میں ہی اس نے تمام دیگر علاقوں سے افواج طلب کر لیں لیکن دوسری جانب طارق ابن زیاد تھے۔ اس 3 روزہ جنگ میں طارق ابن زیادکو دا ئمی فتح ملی۔ شہنشاہ راڈرک مارا گیا۔ مسلمان اس وسیع و عریض علاقے کے تن تنہا وارث بن گئے۔

92ھ میں قرطبہ، مالقہ، غرناطہ، مرسیہ اور طلیطلہ پر بھی اسلامی پرچم لہرا دیاگیا۔ موخر الذکر شہر کے شمال میں ان کو مائدہ سلیمان ملا تھا۔ طارق ابن زیاد کو موسیٰ بن نصیر نے حکم دیا کہ ان کی آمد تک فتوحات کا سلسلہ روک دیا جائے، یعنی پیش قدمی نہ کی جائے۔ لیکن طارق ابن زیاد آگے پیش قدمی کرتے رہے جس پر موسیٰ نصیر برہم ہوئے، لیکن آگے بڑھنے کا فیصہ تاریخی طور پر درست تھا اس سے مسلمانوں کو دفاع کے لئے گہرائی مل گئی تھی۔

موسیٰ بن نصیر بھی 94ء سے 95 ھ تک جنگوں میں مصروف رہے۔ مقامی قبائل سے الجھنا پڑا، راستے میں رکاوٹ بننے والی ہر فوج اور قبیلے کو پسپا کیا۔ کمانڈر موسیٰ نے دعویٰ کیا کہ ان کی فوج کو کبھی شکست نہیں ہوئی، مورخین نے بھی اس دعوے کو جھٹلانے سے گریز کیا ہے۔

یہ اعزاز کم ہی سپہ سالاروں کے نصیب میں لکھا تھا۔ چنانچہ ایک مورخ لکھتا ہے کہ کمانڈر موسیٰ فتوحات کی لہر میں بہتے ہوئے افریقیہ کے مستقر لوطون تک پہنچ گئے۔

مسلمانوں کی فتح سے قرقوشتہ، جبال، بنبلونہ، صخرہ اور جلیقیہ کے علاقے بچے تھے۔ اپنے مستقر سے دور ہٹنے کی وجہ سے افواج نے انہیں واپسی کا مشورہ دیا جو موسیٰ بن نصیر نے مان لیا۔ کمانڈر موسیٰ کی بڑی فتوحات میں قرمونہ، شبیلیہ، مارده اور لبلہ کے علاقے زیادہ اہم ہیں۔

ANS 04

یہ دنیا تنوع سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں مختلف فکر وخیال کے لوگ رہتے ہیں،جن کے مذاہب الگ ہیں۔ جو الگ الگ زبانیں بولتے ہیںاور الگ الگ طرز زندگی کے حامل ہیں۔ ان کے اندر رنگ و نسل کے اختلافات ہیں اور وہ ایک دوسرے سے مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ ان اختلافات نے دنیا میں بڑی بڑی جنگیں برپا کی ہیں اور خونریز معر کے ہوئے ہیں۔ کبھی مذہب کے نام پر انسان نے انسان کا خون بہایا ہے تو کبھی زبان کے نام پر انسانی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ کبھی علاقے اور رنگ ونسل کے اختلافات کے سبب آدمی نے آدمی کو غلامی کی زنجیریں پہنائی ہیں اور نوع انسانی کی اس فطری آزادی کا گلا گھونٹا ہے جو اس کا پیدائشی حق ہے۔ طاقت ور نے کمزور کو دبایا اور دولت مندوں نے غریبوں کے حقوق دبائے۔ سوال یہ ہے کہ کیا دنیا میں کوئی ایسا

Downloaded From Tajassus.com

نظام نہیں ہوسکتا جو سبھی کو ان کے حقوق دینے کی بات کرے؟ جہاں کوئی کمزور نہ ہو اور کسی کو طاقت کی بنیاد پر کسی کے ساتھ نا انصافی کرنے کی اجازت نہ ہو؟ جہاں چھوٹے اور بڑے کا فرق مٹ جائے اور رنگ و نسل کی تفریق سے اوپر اٹھ کر لوگ ایک دوسرے کے حقوق اور آزادی کا احترام کریں؟ ان سوالوں کا بس ایک جواب ہے کہ ایسا تب ہی ممکن ہے جب انسان اپنے خالق و مالک کے قانون کو تسلیم کرلے اور اس کے حکم کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا شروع کردے۔ جو ہمارا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمام انسانوں کو برابر بنایا ہے اور سب کے حقوق بھی برابر رکھے ہیں۔ اس نے کسی کو زیادہ اور کسی کو کم حقوق نہیں دیئے ۔ یہ تو انسان ہے جو دوسرے انسان کے حق دبانے کی کوشش میں لگارہتا ہے ۔ وہ دوسروں کے حق مارکر اپنا حصہ زیادہ سے زیادہ کرنے کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ اگر خدائی احکام کی بات کریں تو اس میں سب کے حقوق برابر ہیں اور سب کو انسانیت کی بنیا د پر متحد ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔رمضان المبارک کو قرآن سے خاص نسبت اس لئے بھی ہے کہ اس کا نزول رمضان میں ہوا اور اسے تراویح میں خاص طور پر پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ رمضان المبارک میں جس طرح اس دور تلاوت ہوتا ہے اسی طرح اگر اس کے پیغام کو عام کرنے کی کوشش میں بھی اضافہ ہوجائے تو دنیا میں ایک انقلاب آسکتا ہے،کیونکہ قرآن ،فطرت کی آواز ہے، وحدت انسانیت کی صدا ہے اور مساوات کا آفاقی پیغام ہے۔

وحدت انسانی کی دعوت

اللہ کے احکام کو مجموعہ ہے قرآن کریم، جس میں اللہ نے بنی نوع انسان کے لئے اپنے احکام اتارے ہیں۔ وہ اپنے بندوں سے بے حد پیار کرتا ہے اور ان پر رحم وکرم فرماتا ہے لہٰذا اس کے احکام بھی اسی نوعیت کے ہیں۔ ایک انسان دوسرے انسان کو تکلیف پہنچاکر خوش ہوتا ہے، ایک دوسرے کا حق مارکر وہ مسرت کا احساس کرتے ہیں مگر اللہ کو یہ باتیں پسند نہیں کیونکہ اس کی نظر میں اس کی تمام مخلوق برابر ہے اور کسی ایک کی تکلیف اس کے لئے بھی تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور اس قدر کہ کوئی ماں بھی اُتنی محبت نہیں کرسکتی۔ اس کی نظر میں اس کی مخلوقات برابر ہیں لہٰذا اس نے انھیں انسانیت کی بنیاد پر متحد ہونے کی دعوت بھی دی ہے۔ قرآن کریم کی سورہ انبیاءمیں ہے:

”اے لوگو! یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے، اور میں تمہارا پالنہار ہوں،تو میری ہی عبادت کرو۔“

دوسری جگہ سورہ مومنون میں بھی ایک لفظ کے فرق کے ساتھ یہی حکم دہرایا گیا ہے:

”بیشک یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں، تو مجھ سے ڈرو۔“

انبیاءسابقین کسی ایک خطے، ملک ، قبیلے یا قوم میں مبعوث کئے جاتے تھے مگر نبی اکرمﷺ تمام انسانوں کے لئے رسول بن کر تشریف لائے لہٰذا اللہ نے قرآن میںآپ کو حکم دیا:

Downloaded From Tajassus.com

"کہہ دیجئے ،اے لوگو! میں تم سارے انسانوں کی طرف نبی بناکر بھیجا گیا ہوں"
نبی کریم ﷺ ساری کائنات کے لئے نبی بن کر آئے اور آپ کے لائے ہوئے احکام سب کے لئے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔ قرآن انسانی بنیاد پر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جس میں مختلف مذاہب، الگ الگ رنگ ونسل اور طبقے کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ میل، محبت سے رہ سکیں۔ اسی لئے قرآن کا پیغام ہے کہ:
"اے لوگو! ہم نے تمہیں نر اور مادہ میں پیدا کیا ہے اور خاندان وقبیلے بنائے ہیں۔ صرف اس لئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے ، جو زیادہ پرہیز گار ہے۔"
قرآن کریم کی یہ آیت وحدت انسانی کی بہترین مثال ہے۔ دنیا میں بسنے والوں کی تعداد کروڑوں میں ہے اور یہ لوگ خواہ خود کو ایک دوسرے سے برتر ظاہر کرتے ہوں مگر خود ان کے خالق کا فرمان ہے کہ انسان ہونے کی حیثیت سے وہ برابر ہیں اور ان میں سے نہ کوئی بڑا ہے اور نہ مرتبے کے لحاظ سے چھوٹا۔ اگر کسی کو برتری حاصل ہے تو صرف تقویٰ اور خوف خداوندی کی بنیاد پر۔حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے جو خطبہ دیا تھا اس میں بھی آپ نے مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع کے سامنے اس بات کا اعلان کیا کہ کسی کو کسی پر فضیلت و برتری حاصل نہیں ہے۔ سب لوگ برابر ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اللہ اور رسول نے اپنے احکام میں یہ بات واضح کردی ہے کہ حاکم ومحکوم، عربی و عجمی، سیاہ و سفید، کمزور و طاقت ور، مومن و کافرانسان ہونے کی حیثیت سے یکساں ہیں۔ وہ قانون کی نظر میں بھی برابر ہیں لہٰذا کسی کے ساتھ مذہب، ذات، رنگ و نسل یا علاقے کی بنیاد پر کوئی بھید بھاؤ نہیں کیا جاسکتا۔ گویا:

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اسی تعلیم کا اثر تھا کہ امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی سیاہ فام بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو سیدی کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے۔ وہ بلال جن کے حقوق سے مکہ نے غلام ہونے کے سبب انکار کیا۔جو ایک کمزور مسلمان ہونے کی وجہ سے اذیتیں برداشت کرنے پر مجبور ہوئے۔وہی بلال ایک قرآن تعلیم کے سبب تاریخ اسلام کی محترم ترین ہستی بن گئے۔

غیرمسلموں کے ساتھ حسن سلوک

قرآن کریم نے کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ کسی غیرمسلم کے ساتھ برا سلوک روا رکھے یا اس کے ساتھ نا انصافی کرے۔ یعنی قرآن نے مذہبی عصبیت کی بنیاد ہی کھود ڈالی۔ کیونکہ کوئی بھی انسان کسی مذہب کا عامل ہوسکتا ہے مگر اسی کے ساتھ وہ

Downloaded From Tajassus.com

انسان بھی ہے اور اس کا حق ہے کہ اس کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

"تو اگر(غیر مسلم) تمہارے پاس کسی فیصلے کے لئے آئیں تو ان سے اعراض کرلو اور اگر فیصلہ کرو تو انصاف کرو،کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

جس طرح سے مذہب کی بنیاد پر کسی کے ساتھ بھید بھاؤ نہیں کیا جاسکتا،اسی طرح اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ غیرمسلم اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ انھیں اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔اگر وہ اسلام قبول کرتے ہیں تو یہ رضاکارانہ طور پر ہونا چاہئے نہ کہ اجباری طور پر۔ قرآن میں اس تعلق سے بھی فرمایا گیا کہ :

"مذہب کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔"

دوسرے مقام پر فرمایا گیا کہ:

"تمہارے لئے تمہارا دھرم ہے اور ہمارے لئے ہمارا دین"

علاقہ و نسل پرستی کی مخالفت

اسی طرح قرآنی مذہب کی نظر میں علاقائیت کے نام پر کسی تفرقہ پردازی کی اجازت نہیں اور نہ ہی اس کی بنیاد پر کسی کے ساتھ کوئی بھید بھاؤ کیا جاسکتا ہے۔ عرب میں یہ فخر و غرور عام بات تھی کہ اہل عرب باقی دنیا کو اپنے سے کمتر سمجھتے تھے اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے حالانکہ اسلام کی نظر میں یہ کوئی برتری کی بات نہیں تھی۔ افریقہ کے لوگ سیاہ فام ہوتے ہیں جو غلام کے طور پر عرب لائے جاتے تھے لہٰذا ان کے ساتھ بھی بھید بھاؤ کا سلسلہ جاری تھا۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا تھا کہ "کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر فوقیت حاصل نہیں۔" ایسا ہی ایک دوسرا واقعہ بھی سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک مجلس میں سلمان فارسی، صہیب رومی اوربلال حبشی بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ تینوں غیر عرب تھے۔ قیس بن مطاطیہ نامی ایک منافق نے دیکھا تو کہنے لگا کہ اوس وخزرج نے اگر پیغمبر اسلام کی حمایت کی تو حیرت کی بات نہیلیکن یہ حمایت کرنے والے لوگ ان کے کیا لگتے ہیں؟مطلب یہ کہ ان فارسیوں، رومیوں اور حبشیوں کا تو رسول اللہ کی قومیت سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت معاذبن جبل نے جب یہ بات سنی تو اس کا گریبان پکڑ لیا اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں لے کر آئے اور واقعہ بیان کیا، جسے سن کر رسول اللہ ﷺ بہت غضبناک ہوئے اور لوگوں کو مسجد میں جمع کرکے فرمایا:

"اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے۔ باپ بھی ایک ہے۔ دین بھی ایک ہے۔ عربیت تم میں سے کسی کی ماں ہے نہ باپ۔ وہ ایک زبان ہے جو شخص اسے بولتا ہے وہ عرب ہے۔"

یونہی ایک مرتبہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو حبش زادہ کہہ دیا

Downloaded From Tajassus.com

تو آپ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے اندر ابھی بھی جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ ان دونوں واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے انسان کو انسان بنایا تھا اور انھیں الگ الگ خانوں میں بانٹنے سے منع کیا تھا۔ کیونکہ وہ خواہ کسی بھی خطے کے ہوں اور ان کی قومیت جو بھی ہے لیکن وہ بہرحال ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں اور ایک ہی انسان کی اولاد ہیں۔ اس نسبت سے ان کے اندر اتحاد ہونا چاہئے۔ فارسی کے ایک مشہور صوفی شاعر شیخ سعدی شیرازی کہا ہے کہ:

بنی آدم اعضائے یکدگرند
کہ در آفرینش زِ یک جوہرند
چو عضوے بہ درد آورد روزگار
دگر عضو ہارا نماند قرار

یعنی آدم کی اولاد ایک جسم کے مختلف اعضا کی طرح ہیں، کیونکہ ان کی پیدائش ایک ہی گوہر سے ہوئی ہے۔ جب جسم کے کسی ایک عضوکو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے عضو کو بھی چین و سکون نہیں ملتا۔

قرآن بار بار یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، اسی کے احکام کے مطابق زندگی گذارے مگر اسی کے ساتھ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ انسان اپنی فطرت کے مطابق الگ الگ سوچ کے ہیں لہٰذا اس دنیا میں وحدت دین نہیں ہوسکتا لہٰذا کوئی بھی انسان اپنے مذہب پر عمل کرنے کے لئے آزاد ہے البتہ اسے یہ مان لینا چاہئے کہ وہ انسان ہے اور انسانی بنیاد پر تمام انسانوں کا اتحاد ممکن ہے۔

ANS 05

اسلامی تہذیب میں سب سے بڑا اور سب سے اہم علم الٰہیات کا علم ہے۔ الٰہیات میں خدا کی ذات اور صفات کا علم بھی شامل ہے اور اس کے احکامات کا علم بھی۔ دنیا اور آخرت میں مسلمانوں کی کامیابی اسی علم کی رہینِ منت ہے۔ لیکن جدید مغرب کا مسئلہ یہ ہے کہ اس نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے علم کو بلند ترین علم کا درجہ دے رکھا ہے، چنانچہ جیسے ہی ہم یہ گفتگو شروع کرتے ہیں کہ جدید مغرب کی ساری سائنسی اور تکنیکی ترقی مسلمانوں کی مرہونِ منت ہے تو ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کو غیر ضروری اہمیت دینے کے عمل کا آغاز کردیتے ہیں۔ اسلام سائنس اور ٹیکنالوجی کے خلاف نہیں، مگر اسلام کی تہذیبی کائنات میں سائنس اور ٹیکنالوجی کو ثانوی علم کا درجہ حاصل ہے۔ اسلام مادی دنیا اور مظاہرِ کائنات کے مطالعے کا قائل ہے، مگر اس کے نزدیک مادی حقائق اور کائناتی مظاہر کو ''الحق'' کی نشانیوں کا درجہ حاصل ہونا چاہیے، اور ان کے ذریعے انسان کو اپنے خالق اور مالک کے زیادہ

Downloaded From Tajassus.com

قریب ہونا چاہیے۔ لیکن جدید مغربی سائنس خدا کو مانتی ہے نہ مذہب کی قائل ہے۔ چنانچہ جدید سائنس کو مسلمانوں کی علمی روایت سے منسلک کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے یہاں ایسے لکھنے والے موجود ہیں جو جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کو مغرب کی امتیازی شان باور کرتے ہوئے مسلمانوں کو کوستے بلکہ گالیاں دیتے رہتے ہیں، اور کہتے رہتے ہیں کہ مغرب کے سامنے تمہاری اوقات ہی کیا ہے؟ نہ تمہارے پاس سائنس ہے، نہ ٹیکنالوجی۔ نہ تم کچھ ایجاد کررہے ہو، نہ کچھ اختراع کررہے ہو، اوپر سے مغرب کو برا بھلا بھی کہتے رہتے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی! ایسی تحریریں پڑھ کر ہمارا خون کھولتا رہا ہے، مگر چونکہ ہماری نظر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی کوئی خاص اہمیت ہی نہیں ہے، اس لیے ہم اس موضوع پر گفتگو کو ٹالتے رہے ہیں، مگر جاوید چودھری، حسن نثار اور محمد بلال غوری نے اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کی توہین کی حد کردی ہے، اس لیے آج ہم زیر بحث موضوع پر قلم اٹھانے اور جدید مغرب پر مسلمانوں کے علمی، سائنسی، تکنیکی اور ثقافتی احسانات کا ذکر کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ لیکن اصل موضوع پر گفتگو سے قبل ملاحظہ کیجیے کہ جاوید چودھری، حسن نثار اور محمد بلال غوری نے اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کی توہین کی کس طرح کی ہے؟

جاوید چودھری لکھتے ہیں:

’’آپ اسلامی دنیا کی بدقسمتی ملاحظہ کیجیے، ہم لوگ آج یورپی بندوقوں، ٹینکوں، توپوں، گولوں اور امریکی جنگی جہازوں کے بغیر خانہ کعبہ کی حفاظت بھی نہیں کرسکتے، ہماری تعلیم کا حال یہ ہے کہ دنیا کی 100 بڑی یونیورسٹیوں کی فہرست میں اسلامی دنیا کی ایک بھی یونیورسٹی نہیں آتی، ساری اسلامی دنیا مل کر جتنے ریسرچ پیپر تیار کرتی ہے وہ امریکہ کے ایک شہر بوسٹن میں ہونے والی ریسرچ کا نصف بنتا ہے، پوری اسلامی دنیا کے حکمران علاج کے لیے یورپ اور امریکہ جاتے ہیں، یہ اپنی زندگی کا آخری حصہ یورپ، امریکہ، کینیڈا اور نیوزی لینڈ میں گزارنا چاہتے ہیں، دنیا کی نوّے فیصد تاریخ اسلامی ملکوں میں ہے لیکن اسلامی دنیا کے نوّے فیصد خوش حال لوگ سیاحت کے لیے مغربی ملکوں میں جاتے ہیں، ہم نے پانچ سو سال سے دنیا کو کوئی دوا، کوئی ہتھیار، کوئی نیا فلسفہ، کوئی خوراک، کوئی اچھی کتاب، کوئی نیا کھیل اور کوئی اچھا قانون نہیں دیا، ہم نے اگر ان پانچ سو برسوں میں کوئی اچھا جوتا ہی بنالیا ہوتا تو ہمارا فرضِ کفایہ ادا ہوجاتا، ہم ہزار برسوں میں صاف ستھرا استنجہ خانہ نہیں بناسکے، ہم نے موزے اور سلیپر اور گرمیوں میں ٹھنڈا اورسردیوں میں گرم لباس تک نہیں بنایا، ہم نے اگر قرآن مجید کی اشاعت کے لیے کاغذ، پرنٹنگ مشین اور سیاہی ہی بنالی ہوتی تو ہماری عزت رہ جاتی، ہم تو خانہ کعبہ کے غلاف کے لیے کپڑا بھی اٹلی سے

Downloaded From Tajassus.com

تیار کراتے ہیں، ہم تو حرمین شریفین کے لیے سائونڈ سسٹم بھی یہودی کمپنیوں سے خریدتے ہیں، ہمارے لیے آبِ زم زم بھی کافر کمپنیاں نکالتی ہیں، ہماری تسبیحات اور جاء نمازیں بھی چین سے آتی ہیں، اور ہمارے احرام اور کفن بھی جرمن مشینوں پر تیار ہوتے ہیں، ہم مانیں یا نہ مانیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمان صارف سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ یورپ نعمتیں ایجاد کرتا ہے، بناتا ہے، اسلامی دنیا تک پہنچاتا ہے اور ہم استعمال کرتے ہیں اور اس کے بعد بنانے والوں اور ایجاد کرنے والوں کو آنکھیں نکالتے ہیں۔ آپ یقین کیجیے جس سال آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ نے سعودی عرب کو بھیڑیں دینے سے انکار کردیا، اُس سال مسلمان حج پر قربانی نہیں کرسکیں گے، اور جس دن یورپ اور امریکہ نے اسلامی دنیا کو گاڑیاں، جہاز اور کمپیوٹر بیچنا بند کردیے ہم اُس دن گھروں میں محبوس ہوکر رہ جائیں گے، ہم شہر میں نہیں نکل سکیں گے۔ یہ ہیں ہم اور یہ ہے ہماری اوقات''۔

(جاوید چودھری کا کالم۔ روزنامہ ایکسپریس، 4 مارچ 2018ء)

اب آپ حسن نثار کی بکواس ملاحظہ کیجیے۔ اپنے ایک ٹی وی پروگرام میں جس کی ریکارڈنگ یوٹیوب پر موجود ہے، ایک ''مولانا'' کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: ''یار خدا کا واسطہ یہ ''مولانے'' مسلمانوں کو جینے دیں۔ انہیں زندہ رہنے دیں۔ یہ ہمارے بچوں کو مغرب سے مقابلہ کرنے دیں۔ احسان کریں۔ کس بات کا انتقام لے رہے ہیں یہ ہم سے۔ بیڑہ غرق، ستیاناس مسلمانوں کا تب سے شروع ہوا جب ''مولانا اسلام'' نے کہا ''پرنٹنگ پریس'' نہیں (چاہیے) ہم صدیوں پیچھے چلے گئے۔ پہلا میڈیکل کالج، مولانا نے کہا نہیں یہ غیر اسلامی ہے۔ صبح کرتے ہیں یہ فلش سسٹم، Tooth brush (یہ سب اہلِ مغرب لائے) سمجھ آئی بات۔ کوئی کنویں کھودنے والے (یعنی مسلمان) نہیں، یہ Hand Pump گورا لایا تھا۔ یہ رحم کریں ہم لوگوں پہ۔ بیمار ہوتے ہیں پہنچ جاتے ہیں اسپتال، کوئی ایک دوائی، کوئی وہ جس کو Surgical آلات کہتے ہیں، Machine وہ تمہاری میری بنائی ہوئی ہیں؟ شرم نہیں آتی؟ اس سے تو بہتر ہے مر جائیں۔ Hospital جانے کا مطلب ہے کہ آپ نے خود کو مغرب کے رحم و کرم پہ ڈال دیا۔ سارے وہ Tests وغیرہ یہ وہ...

جہاز پر بیٹھتے ہیں حج اور عمرہ کا ثواب کمانے، تو یار کوئی تو 5 فیصد ثواب اس کو بھی دے دو جس نے تمہیں Facilitate کیا۔ عمریں بیت جاتی تھیں حج اور عمرہ پہ جاتے ہوئے، واپس آتے ہوئے... اور پتا بھی نہیں ہوتا تھا کہ واپس لوٹے گا کہ نہیں۔ Air Conditioned مسجدوں میں اب ہماری ماشا اللہ، زیادہ تر مسجدیں اب Air Conditioned ہیں، بیٹھ کے پرسکون طریقے سے اب آپ نماز ادا فرماتے ہیں۔ بجلی انھوں نے دی جس کے صدقے یہ گفتگو ہورہی ہے اور کروڑوں لوگوں تک پہنچ رہی ہے۔ ریل اور کار، اس پہ تشریف رکھ لیتے ہیں اور کروزوں

Downloaded From Tajassus.com

یہ ہاں، سائیکل سے لے کر Satellite تک اہلِ مغرب نے، Poultry سے لے کر Hybrid Seed تک انھوں نے، ٹی وی سے لے کر Smart Phone، Super Computer سے لے کر خون کی تبدیلی تک۔ کوئی شرم حیا ہمیں نہیں آتی۔ Injection جس کا مذاق اڑایا تھا ملا حضرات نے، Loudspeaker اس کا مذاق اڑایا، اسے شیطانی آلہ قرار دیا۔ Disprin سے لے کر Liver Transplant تک۔ میں دعاگو ہوں اللہ ان کی صحت درست رکھے۔ چلتے پھرتے جائیں۔ Liver Transplant کی نوبت نہ آئے۔ خدا کا خوف کرو Robot سے لے کر مریخ تک جانا ہے، یہ ہمارے پلے کیا ہے؟ یہ جو عہدِ حاضر ہے اس میں مسلمانوں کی بنی نوع انسانی کے لیے ایک Contribution بتائو۔ او زندگیاں تم ان کے صدقے گزار رہے ہوں۔ ٹرکی سے انہوں نے برباد، سلطنت عثمانیہ، خلافت عثمانیہ، تین کونٹینٹ پہ حکومت۔ انہوں نے مسلمانوں کو ایسا Reverse پر ڈالا، ان کے نزدیک پتا ہے کیا ہے، مغرب؟

ننگی ٹانگیں اور حجاب نہ ہونا یا الکوحل، اور نہیں ہے۔ ایڈیسن نے اپنی زندگی دے دی ہمیں ایک ہزار سے زیادہ ایجادات دینے کے لیے۔ ان کو یہ کیوں نہیں لگتا۔ ان کے دماغوں میں اہلِ مغرب بھی مخلوق ہے... میرے رب کی مخلوق ہے۔ قرآن ایک Wisdom بتاتا ہے، لکھا ہے: بے شک تم غالب آئوگے اگر تم مومن ہو۔ غالب ہمیشہ وہ ہوتا ہے جو مومن کے قریب تر ہو۔ اور ہم جھوٹے لوگ ہیں۔ ہمارے یہاں خالص چیز کوئی نہیں ملتی، وہاں ملاوٹ کا تصور ہی نہیں ہے۔ دو نمبر فیکٹریاں ہیں۔ ملک لوٹ کر باہر جاتے ہیں۔ او تم کرتے کیا ہو؟ اور گالیاں اہلِ مغرب کو! او کس بات پہ ہم ایٹمی طاقت ہیں۔ تم ایٹمی طاقت کہاں سے ہو؟ یہ تو 2nd ورلڈ وار میں ایک پرزہ، ایک آلہ، یہ اسلحہ، یہ تو Use ہوچکا۔ اس سے پہلے اسے Conceive کیا گیا تھا۔ بنالیا گیا۔ پھر یہ ہیروشیما، ناگاساکی یہ تو پھر۔ تو ہم ایٹمی طاقت؟ ٹینک، یہ جتنا ماڈرن Weapon ہے، کدھر ہے۔ یہ کون لوگ ہیں، اہلِ مغرب۔ اوئے اہل مغرب سے Compete کرنے کے لیے بچے تیار کرو اپنے۔ اپنے بچے تیار کرو ورنہ ہمارے بچے ان کے قدموں تلے روند دیئے جائیں گے۔ جو ہمارے ساتھ ہورہا ہے۔ او اعلیٰ تعلیم کے لیے جاتے کہاں ہو تم؟ تمہارے تو پورے ملک میں اعلیٰ تعلیمی ادارہ ڈھنگ کا نہیں ہے۔ یہ میرا بلڈ پریشر تباہ کرنے کے لیے تم نے یہ سوال کیا ہے۔ مولانا خدا کا خوف کرو۔ ڈرو۔ اس طرح کی باتیں کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری نظر میں روزِ محشر نہیں ہے۔ انصاف نہیں ہونا، اس کا مطلب یہ ہے۔ اہلِ مغرب... اہلِ مغرب موریلٹی میں، اخلاقیات میں بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ دو فتویٰ میرے خلاف۔ اور ہمارے قدم قدم پر تمہارے الیکشن جھوٹے، خود کہہ رہے ہو۔ تمہاری اسمبلیاں جھوٹی۔ ہمارے الیکشن فراڈ۔ تمہارا وزیراعظم، تمہارا سب کچھ غلط۔ ان کا سب کچھ صحیح۔ پھر اہلِ مغرب... او ان کی نقل کرلو۔ زندہ رہ لو، کیوں ہم کو برباد کررہے ہو۔ (یوٹیوب پر 9 ستمبر 2018ء کو پوسٹ کیا گیا)

Downloaded From Tajassus.com

محمد بلال غوری نے اپنے کالم میں ہندوئوں کے اس دعوے کا مذاق اڑایا ہے کہ انہوں نے ماضیِ بعید میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ یہ مسلمانوں پر کیچڑ اچھالنے کا موقع نہ تھا، مگر وہ نوازشریف کا پرستار ہی کیا جو اسلامی تہذیب اور مسلمانوں کا مذاق نہ اڑائے۔ چنانچہ محمد بلال غوری نے ’’بھارت کو مات دی جاسکتی ہے‘‘ کے عنوان کے تحت اپنے کالم میں لکھا:

’’ہمارے ہاں بھی اس حوالے سے کئی محققین نے جانفشانی سے کام کیا ہے۔ ایسے ایسے نابغہ روزگار لوگ موجود ہیں جو ہر ایجاد یا دریافت کے بعد کوئی حوالہ ڈھونڈ لاتے ہیں کہ قرطبہ، طلیطلہ یا پھر اشبیلیہ کی فلاں یونیورسٹی میں فلاں ابن فلاں نے تو یہ نظریہ کئی سو سال پہلے پیش کردیا تھا۔ ہمارے کئی علما و محققین اپنی تصانیف میں یہ ثابت کرچکے ہیں کہ جدید سائنسی ایجادات و تحقیق جو آج ہورہی ہے مسلمان وہ کئی سو سال قبل کرچکے ہیں۔ بھارت کے مقابلے میں سائنس و تحقیق پر ہمارا حق شفعہ کہیں زیادہ مضبوط ہے۔ مثال کے طور پر ہم بتا چکے ہیں کہ رائٹ برادران سے پہلے ابن فرناس نے اڑن کھٹولہ ایجاد کیا۔ گلیلیو سے 500 سال قبل ابن حزم ثابت کرچکے تھے کہ زمین گول ہے۔ ہمارے حقِ ملکیت کی فہرست بھارت کے مقابلے میں کہیں زیادہ طویل ہے۔ لیکن اس ضمن میں حکومت سرپرستی کرے تو مزید جوش و جذبے کے ساتھ آگے بڑھا جاسکتا ہے۔ اگر تاریخی واقعات کے حوالے ڈھونڈ کر دعویٰ دائر کردیا جائے تو کم از کم ان کافروں کی دھوکہ دہی اور فراڈ کو طشت ازبام کیا جاسکتا ہے۔ اگر ہمارے ہاں بھی بھارت کے طرز پر سالانہ پاکستان کانگریس کا انعقاد ہو اور اس میں جید علماء کرام کے علاوہ ایسے متبادل بیانیے کو فروغ دینے والے دانشور مدعو کیے جائیں تو یقیناً اس شعبے میں بہت جلد بھارت کو مات دی جاسکتی ہے‘‘۔

Downloaded From Tajassus.com